ادبیات

انسان

از جناب نہال سیوہاروی

مہر و مہ میرے لیے ہیں، کہکشاں میرے لیے
گرم ہے یہ محفلِ سیارگاں میرے لیے
یہ زمیں میرے لیے ہے آسماں میرے لیے
خلق کی قدرت نے بزمِ دو جہاں میرے لیے
وسعتِ گیتی ہی میری سلطنت سلطاں ہوں میں
عرش و کرسی تک رسائی ہو مری انساں ہوں میں

ہوں وہ میکش عالمِ امکاں ہے میخانہ مرا
مہر و مہ کی شکل میں چلتا ہے پیمانہ مرا
جامِ کوثر کی زباں سے سُن لے افسانہ مرا
ہر لبِ کرّو بیاں پر ذکرِ مستانہ مرا
لالہ و گل ہی نہیں ہیں ساغری کے واسطے
حوریانِ خلد ہیں ساقی گری کے واسطے

کون کہتا ہے فقط ترکیبِ آب و گل ہوں میں
چشمِ عرفاں کے لیے اسرار کا حامل ہوں میں
الغرض جس رنگ میں ہوں دید کے قابل ہوں میں
محفلِ ہستی ہی شادہ رونقِ محفل ہوں میں
جس کی شانِ دلفریبی میرے دم سے تازہ ہے
چار دانگِ صحنِ امکاں میں مرا آوازہ ہے

میں زمیں پہ ہوں تخیل ہے فلک پیما مرا
کاشفِ اسرارِ فطرت ہے لبِ گویا مرا
کائناتِ ہست ہے دھندلا سا اک نقشہ مرا
اصل تو یہ ہے کہ دم بھرتی ہے یہ دنیا مرا
شورشِ ہستی مری ہنگامۂ پیغامِ کُن
نامِ نامی ہے مرا سرنامۂ پیغامِ کُن

نام ہے میرا ازل سے سرخوشِ صہبائے عشق
میری فکرِ نکتہ رس ہے واقفِ ایمائے عشق

ہوں وہ عاشق ہی تصرف میں مری دنیائے عشق　　　حُسن میری مملکت ہی اور ہیں دارائے عشق
مجھ پہ روشن من وعن احوالِ مہر و ماہ ہے　　　آسمانوں کی بلندی میری جولانگاہ ہے

کاروانِ ارتقا کا مقتدا کہیے مجھے　　　رہروانِ زندگی کا رہنما کہیے مجھے
جوہرِ آئینۂ لوحِ قضا کہیے مجھے　　　بے تکلف مظہرِ شانِ خدا کہیے مجھے
ہے مسخر بحر و بر بھی دیکھیے لسنا مرا　　　کہتے ہیں انسان مجھ کو واہ کیا کہنا مرا

اوجِ گردوں پر ہیں گرم سیر طیارے مرے　　　دیکھتا ہے آسماں حیرت سے نظارے مری
اس علوئے عزم پر ہیں نغمہ خواں تارے مرے　　　مہر و مہ کہلائے جاتے ہیں جگر پارے مرے
حکم برداروں میں میری غرب بھی ہی شرق بھی　　　ہی تصرف میں مری موجِ ہوا بھی، برق بھی

تنگدل کیوں ہوں جفائے گردشِ دوراں سی میں　　　کام لے سکتا نہیں کیا ہمتِ انساں سی میں
ہمتِ انساں کے ہوتے کیا ڈروں طوفاں سی میں　　　کھیلتا رہتا ہوں گردابِ بلاساماں سی میں
وہ سفینے ہیں مرے جن کی جہاں میں دھاک ہی　　　سینۂ قلزم مری ہمت وری سے چاک ہی

اِس خمستانِ جہاں میں ہوں امیرِ میکدہ　　　میکدے والے مجھے کہتے ہیں پیرِ میکدہ
لغزشِ مستانہ میری دستگیرِ میکدہ　　　ہُوئے رندانہ میں پنہاں ہے ضمیرِ میکدہ
سرخوشِ صہبائے فطرت کون ہی میں ہی تو ہوں　　　قاسمِ انعامِ قدرت کون ہی میں ہی تو ہوں

پیکرِ منصور ہوں میں قطبِ جیلانی ہوں میں　　　مادی ہستی ہی لیکن کیفِ روحانی ہوں میں
کیفِ روحانی نہیں اک امرِ ربانی ہوں میں　　　کہیے جس کو زندۂ جاوید وہ فانی ہوں میں
ہیں نہاں معنئِ ہست و بود میرے نام میں　　　آدمی کہتے ہیں لیکن اصطلاحِ عام میں

ڈر نہیں زہرآبِ غم کی تلخ کامی سے مجھے　　　عار ہے ابنائے دوراں کی غلامی سی مجھے
پختہ مغزِ عشق ہوں کیا خطرہ خامی سی مجھے　　　نسبتیں حاصل ہیں اک ذاتِ گرامی سی مجھے